یہ پکاری زینبِ خستہ تن

یہ پکاری زینبِ خستہ تن   میرا لُٹ گیا ہے بھرا چمن

یہ نہ پوچھو کیا کیا گزر گیا   وہ ستم جو ہم پہ اُتر گیا
میرا بھائی مجھ سے بچھڑ گیا   یہ پکاری زینبِ خستہ تن

تھا گہن وہ ماہ بتول پر   تھا وہ ظلم سبطِ رسول پر
ہے وہ داغ قلبِ ملول پر   یہ پکاری زینبِ خستہ تن

میں بھلاؤں کیسے وہ تشنگی   وہ نبی کی آل کی بے بسی
وہ علی کے لال کی بے کسی   یہ پکاری زینبِ خستہ تن

دو پسر بھی میں نے فدا کیئے   کہ حسین آقا میرے جیئے
یہ صبر کے گھونٹ بھی پی لیئے   یہ پکاری زینبِ خستہ تن

یہ اسیری اور یہ سختیاں   یہ سہیں رسول کی بیٹیاں
کہاں قیدِ شام رسن کہاں   یہ پکاری زینبِ خستہ تن

میرے نوجوان بچھڑ گئے   میرے بے زباں بھی جو رن گئے
وہ بھی تیر کھا کے گزر گئے   یہ پکاری زینبِ خستہ تن

وہ نظارہ میری نظر میں ہے   میں نے دیکھا رن میں جو آنکھ سے
دلِ فاطمہ تھا چھری تلے   یہ پکاری زینبِ خستہ تن

بے ردا میں اونٹ پہ جب چلی ــــــ بے کفن حسین کی لاش تھی
میں کفن بھی اُسکو نہ دے سکی ــــــ یہ پکاری زینبِ خستہ تن

کیوں جگر نہ میرا نکل پڑے ــــــ جو سکینہ پوچھتی ہے مجھے
میرے بابا جان کدھر گئے ــــــ یہ پکاری زینبِ خستہ تن

دوپہر میں یوں نہ لُٹے کوئی ــــــ میری طرح دُکھ نہ سہے کوئی
یوں ہی جیتے جی نہ مرے کوئی ــــــ یہ پکاری زینبِ خستہ تن

اے جمالی مولی برہان دیں ــــــ ہیں غمِ حسین میں جو حزیں
تا ابد رہیں یہ مہ مبیں ــــــ یہ پکاری زینبِ خستہ تن

✱✱✱✱✱